ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

عیسائی شناخت کی تشکیل :تاریخی ارتقاءاور علامتی اظہار کا مطالعہ

THE FORMATION OF CHRISTIAN IDENTITY :THROUGH HISTORY AND SYMBOLISM

Azhar Hussain[1]
Hafiz Muhammad Ammar[2]
Hafiz Muhammad Abrahim[3]

Abstract:

Christianity is one of the major world religions, and its name is derived from the Greek word Christos, a translation of the Hebrew Messiah. According to Christian belief, Jesus Christ is the Son of God, the Messiah, and the savior of humanity. His mission was to establish what is called the "New Covenant," regarded as both the fulfillment and the continuation of the "Old Testament." The essence of Jesus' teachings emphasized the oneness of God, the brotherhood of humankind, love, forgiveness, and sacrifice. Despite the moral and spiritual depth of this message, the Jewish authorities and the Roman rulers failed to acknowledge its truth, which led to widespread resistance.In this paper, I will explore the history and evolution of Christianity through several key aspects. First, I will examine the early Church and its historical development. Beginning as a small community of believers, the Church gradually transformed into a highly organized institution that became central not only to religious life but also to the cultural and political framework of the Western world. The transition from persecution under the Roman Empire to eventual recognition under Constantine marks a critical stage in this transformation.Secondly, I will analyze the nature of Jesus' teachings. While rooted in Jewish tradition, his emphasis on love, humility, and devotion to God introduced a new moral vision that attracted diverse audiences. These teachings laid the foundation for a distinctive religious identity that continued to inspire communities across centuries.Thirdly, I will consider the importance of early Christian symbols, particularly the cross and the fish (Ichthys). The cross, once a symbol of shame and execution, became the central sign of salvation and victory, while the fish served as a secret identifier among persecuted Christians. These symbols played a significant role in shaping the collective identity of the early Christian community.Finally, I will investigate major Christian festivals and traditions, such as Christmas and Easter, along with related symbols like the Christmas tree and Santa Claus. These practices demonstrate how Christianity integrated theological beliefs with cultural expressions, allowing the faith to adapt and resonate across different societies.Thus, this paper will not only outline the basic doctrines and practices of Christianity but also provide a comprehensive perspective on its historical and symbolic development. By examining the Church, the teachings of Jesus, early symbols, and cultural traditions, I aim to present Christianity as a dynamic and evolving religion that continues to influence billions worldwide.

تعارف موضوع

عیسائیت کی شناخت کا ارتقاء ایک پیچیدہ اور طویل تاریخی عمل ہے، جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات سے شروع ہوتا ہے اور وقت کے ساتھ مختلف ثقافتی، مذہبی اور سماجی اثرات سے ہم آہنگ ہوتا ہوا ایک منفرد شکل اختیار کرتا ہے۔ ابتدائی دور میں، حضرت عیسیٰ نے خدا کی وحدانیت، انسانی اخوت، محبت اور انصاف پر زور دیا، لیکن یہودی رہنماؤں کی مخالفت اور رومی حکومت کے خوف نے ان کے پیغام کو ابتدائی مشکلات سے دوچار کیا۔ ان کے دنیا سے رخصت ہونے کے بعد، پولس رسول جیسی شخصیات نے عیسائیت کو فلسطین سے باہر رومی سلطنت کے شہروں میں پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا، جہاں چھوٹی جماعتیں تشکیل پائیں اور مقامی رہنماؤں کے تحت کلیسا کا ابتدائی ڈھانچہ وجود میں آیا۔ وقت گزرنے کے ساتھ، یہ جماعتیں منظم ہوتی گئیں اور روم، انطاکیہ، اور اسکندریہ جیسے مراکز قائم ہوئے، جو عقیدے اور تنظیم دونوں اعتبار

---

[1] Ph.D Scholar Shaikh Zayed Islamic centre PU, azhar772235@gmail.com

[2] Ph.D. Scholar, Institute of Islamic Studies (IIS), University of the Punjab, Lahore, Punjab

[3] Mphil Scholar, NCBA&E DHA comps lahore

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

سے عیسائی شناخت کی بنیاد بنے۔ چوتھی صدی میں شہنشاہ قسطنطین کے عیسائیت قبول کرنے کے بعد، یہ مذہب ریاستی سرپرستی میں آیا اور اس کے نشیب و فراز نے اس کی شناخت کو نئی جہتیں دیں۔

عیسائی شناخت کی تشکیل میں علامتوں نے بھی گہرا کردار ادا کیا، جو نہ صرف عقیدے کا اظہار تھیں بلکہ برادری میں یکجہتی اور پہچان کا ذریعہ بھی بنیں۔ صلیب، جو ابتدائی طور پر ظلم اور موت کی علامت تھی، چوتھی صدی میں قسطنطین کے دور میں نئی تفسیر کے ساتھ نجات اور فتح موت کی علامت بن گئی اور عیسائیت کا مرکزی نشان قرار پائی۔ اسی طرح، مچھلی (IXOYE) کا نشان، جو یونانی حروف کے ذریعے "یسوع مسیح، خدا کا بیٹا، نجات دہندہ" کا مخفف تھا، ابتدائی عیسائیوں کے لیے خفیہ شناخت کا ذریعہ بنا اور بعد میں بپتسمے اور نئی زندگی کی علامت کے طور پر رائج ہوا۔ کرسمس ٹری کی روایت، جو جرمن ثقافت سے شروع ہو کر پوری دنیا میں پھیلی، جنت کے درخت، حضرت مریم کی پناہ گاہ، یا نئی امید کی علامت کے طور پر منائی جانے لگی۔ نیز، سانتا کلاز کی شخصیت، جو سینٹ نیکولاس کی تاریخی سخاوت سے ماخوذ ہے، جدید دور میں کرسمس کی خوشیاں اور تحائف تقسیم کرنے کی علامت بن گئی۔ ان تمام تاریخی اور علامتی عناصر نے مل کر عیسائی شناخت کو ایک ایسی شکل دی جو نہ صرف مذہبی بلکہ ثقافتی اور تہذیبی اعتبار سے بھی پہچانی جاتی ہے۔

موضوع کی ضرورت و اہمیت

عیسائی شناخت کی تشکیل کا مطالعہ محض ایک مذہبی فرقے کی تاریخ تک محدود نہیں، بلکہ یہ مغربی تہذیب، ثقافت، فن، فلسفہ اور حتیٰ کہ بین الاقوامی تعلقات کو سمجھنے کے لیے ایک بنیادی کلید ہے۔ اس کی جامعیت اس کے مختلف النوع ماخذوں اور پرتوں میں پنہاں ہے، جو دو ہزار سال کے ارتقائی سفر میں وجود میں آئی ہیں۔ یہ شناخت ابتدائی یہودی ماحول، یونانی فلسفے، رومی انتظامیہ اور بعد ازاں یورپی نشاۃ ثانیہ و روشن خیالی کے تصورات کے امتزاج سے تشکیل پائی ہے۔ اس لیے اس کا مطالعہ محققین کو مذہبیات ہی نہیں، بلکہ سماجیات، تاریخ فن، علامتیات (Semiotics) اور ثقافتی مطالعہ جیسے میدانوں میں ایک وسیع تناظر فراہم کرتا ہے۔ اس کی اہمیت اس لحاظ سے بھی مسلم ہے کہ عیسائیت تاریخ میں ایک طاقتور مذہبی و سیاسی قوت کے طور پر ابھری جس نے سلطنتوں کے قوانین، بادشاہوں کے coronation ceremonies، اور عوامی اخلاقیات کی تشکیل میں مرکزی کردار ادا کیا۔

اس شناخت کے مطالعے کی دوسری اہم جانب اس کا علامتی اظہار ہے۔ علامتیں کسی بھی نظریے یا عقیدے کے انتہائی گہرے اور پائیدار پہلو ہوتے ہیں، جو نہ صرف اسے خارجی طور پر نمایاں کرتے ہیں بلکہ اس کے داخلی جوہر کو بھی عوامی شعور میں نقش کر دیتے ہیں۔ صلیب، مچھلی، کرسمس ٹری، یا سانتا کلاز جیسی علامتوں نے عیسائیت کو ایک ایسی بصری اور جذباتی زبان فراہم کی ہے جو نسلوں اور زبانوں کی حدیں عبور کرتی ہے۔ یہ علامتیں محض آرائشی عناصر نہیں ہیں؛ وہ عقیدے کے complex theological concepts کو ایک ایسی سادہ اور عام فہم شکل میں پیش کرتی ہیں جو ایک عام آدمی سے لے کر ایک عالم تک کے لیے یکساں معنویت رکھتی ہے۔ مثال کے طور پر، صلیب کی علامت محض ایک سزا گاہ کی یاددہانی نہیں، بلکہ قربانی، نجات، محبت اور فتح موت جیسے گہرے ترین الہیاتی تصورات کی عوامی نمائندہ بن گئی ہے۔

اس مطالعے کی عملی اہمیت آج کے عالمی تناظر میں اور بھی زیادہ واضح ہو جاتی ہے۔ جدید دور میں، جب مذہبی شناختوں پر نئے سرے سے بات ہو رہی ہے، عیسائی دنیا کے ساتھ مکالمہ، بین المذاہب ہم آہنگی، اور حتیٰ کہ عالمی سیاست کو سمجھنے کے لیے عیسائی علامتی زبان اور اس کے تاریخی پس منظر کا علم ناگزیر ہے۔ مغربی ادب، آرٹ، موسیقی، فلم اور تعمیرات کو ان علامتوں کے بغیر مکمل طور پر سمجھنا ممکن نہیں۔ مختصر یہ کہ "عیسائی شناخت کی تشکیل: تاریخی ارتقاء اور علامتی اظہار کا مطالعہ" ایک ایسا multidisciplinary میدان ہے جو ماضی کے ورثے کو present کے ساتھ جوڑتا ہے اور ایک ایسی گہری سمجھ فراہم کرتا ہے جو نہ صرف مذہبی علوم بلکہ انسانی تہذیب و ثقافت کے وسیع تر دائرے کے لیے انتہائی مفید اور ضروری ہے۔

مقاصد تحقیق

1. عیسائی شناخت کے تاریخی ارتقاء کے مراحل کا جائزہ
2. شناخت سازی میں مذہبی علامتوں کے کردار کا semiotic تجزیہ
3. مغربی اور مشرقی عیسائی کلیسیاؤں کے ہاں شناخت سازی کے فرقاتی مطالعہ کا تقابلی جائزہ
4. جدید دور کے سماجی و ثقافتی دباؤ کا عیسائی شناخت پر اثرات کا مشاہدہ

بنیادی سوالات

1. تاریخی ارتقاء کے تناظر میں: ابتدائی کلیسیا سے لے کر عہد حاضر تک، کن اہم تاریخی ادوار اور واقعات (جیسے ریاستی سرپرستی، اصلاحات، روشن خیالی) نے عیسائی اجتماعی شاخت کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کیا ہے اور اس کے تاثرات آج کی عیسائی برادریوں پر کس طرح نظر آتے ہیں؟

2. علامتی اظہار کی معنویت کے حوالے سے: صلیب، مچھلی (Ichthys) اور بپتسمہ جیسی مرکزی مذہبی علامتوں کے مفہوم اور استعمال میں وقت اور مختلف ثقافتی تناظرات (مشرقی vs مغربی کلیسیا) کے تحت کس طرح تبدیلیاں اور ارتقاء واقع ہوا ہے، اور یہ تبدیلیاں عیسائی theological بیانیے میں کس طرح موثر ہوتی ہیں؟

3. عصری چیلنجز کے حوالے سے: جدید سیکولر اور کثیر الثقافتی معاشروں میں، عیسائی برادریوں کے سامنے اپنی مذہبی شاخت کو برقرار رکھنے اور اسے جدید دور کے تقاضوں کے مطابق ڈھالنے کے حوالے سے کن چیلنجز کا سامنا ہے، اور وہ ان کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنے تاریخی ورثے اور علامتی اظہار سے کس طرح رہنمائی حاصل کر رہی ہیں؟

عیسائیت کا مختصر تعارف

عیسائیت یا مسیحیت کا انگریزی نام کرسچینٹی یونانی لفظ کرسٹوس سے لیا گیا ہے جو عبرانی لفظ مسیحا کا ترجمہ ہے۔ یسوع کو یہ خطاب ایک فرقے نے دیا جو انہیں مسیحا "نجات دہندہ" اور انسانی شکل میں خدا کا بیٹا سمجھتا تھا۔ مسیحی عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت عیسی کی زمین پر آمد ایک نئے میثاق یا عہد نامہ کی نقیب تھی۔ یہ عہد نامہ پر ان عہد نامہ کی جگہ تاج خدا اور پوری قوم کے درمیان ہوا تھا[4]

حضرت عیسی کو کل ڈھائی یا تین سال تبلیغ کا موقع ملا تھا اور اس عرصہ میں آپ نے خدا کی واحدانیت، انسانی اخوت اور محبت علم اور لالچ سے نفرت اور ناجائز طریقوں سے کمائی ہوئی دولت کی مخالفت پر زور دیا تھا۔ آپ کی تعلیمات اور یہودیت کی ابتدائی تعلیمات یکساں تھیں، لیکن یہودی اپنے مذہب سے اتنے زیادہ منحرف ہو چکے تھے کہ وہ حضرت عیسیٰ کی تعلیمات کو نہ سمجھ سکے اور ان کے مخالف ہو گئے۔ رومیوں میں چونکہ بت پرستی رائج تھی اور بادشاہوں کو بھی دیوتا سمجھا جاتا تھا لہذا حضرت عیسیٰ کی تعلیمات کو خاص طور پر آسمانی حکومت کے قیام کو بغاوت سمجھا گیا اور اپنے نزدیک رومیوں نے انہیں سزائے موت دیدی، لیکن قرآن کے مطابق اللہ نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا۔[5]

کلیسا کی تاریخ

عیسائیت میں انگریزی لفظ چرچ، یونانی اکلیسیا (کلیسا) کا مترادف ہے جس کے معنی چرچ یا کلیسا عیسائیت کے مذہبی رہنماؤں کی وہ جماعت ہے جو مذہبی امور میں تمام عیسائیوں کی سربراہ اور ذمہ دار ہے۔

عیسائی چرچ کا آغاز حضرت عیسی کے رخصت ہونے کے بیس سال بعد پولس کی کوششوں سے ہوا جب عیسائیت فلسطین سے باہر رومی سلطنت کے چھوٹے بڑے شہروں میں مختصر جماعتوں میں قائم ہو گئی تھی اور ان جماعتوں کی سربراہی مقامی ذمہ داروں کے سپرد تھی۔ روی چرچ (رومی عیسائی جماعت کے رہبروں) نے ہمیشہ اپنی آپ کو دوسرے شہروں کی عیسائی جماعتوں کا نگران اعلی تصور کیا۔ دوسری صدی عیسوی کے دوران ہی ہر علاقے کے مختلف شہروں کی عیسائی جماعتیں اپنے علاقے کے مرکزی شہر کے چرچ سے منسلک سمجھی جانے لگیں۔ جنوب میں شمالی افریقہ میں قرطاجنہ اور مصر میں سکندریہ پہلی صدی عیسوی کے بعد سے ہی عیسائی مراکز کی حیثیت سے نمایاں اہمیت کے حامل ہو گئے تھے اور یہیں سے ان علاقوں میں عیسائیت کی تبلیغ کا کام جاری تھا۔[6]

اطلس القرآن میں ہے: "چوتھی صدی عیسوی میں رومیوں نے عیسائیت قبول کرلی اور بیت المقدس میں گرجا تعمیر کیا"۔[7]

عالمی انسائیکلوپیڈیا کے مطابق کلیسائے انگلستان کے منتظم ہونے کی اولین واضح تاریخی شہادت تیسری صدی عیسوی کے اوائل میں ترتولیان اور ادریگن جیسے ابتدائی فاورز کی تحریروں میں ملتی ہے۔[8]

---

[4] 10 دنیا کے قدیم وجدید مذاہب، مائیکل کوگان، پال فریڈمین، تیل قلب، ایڈریو سنوہارٹ، چارلس تائیزین، ترجمہ، طاہر منصور فاروقی، تخلیقات لاہور، 2016، ص، 142

[5] مذاہب عالم، احمد عبداللہ المسدوی کی دار کتب، لاہور—2004، ص:142

[6] دنیا کے بڑے مذہب، عماد الحسن فاروقی، مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور ص:308-310

[7] اطلس القرآن، دکتور شوقی ابو خلیل، مترجم: حافظ محمد امین، دار السلام 10 اور، ص316

[8] عالمی انسائیکلوپیڈیا، یاسر جواد الفیصل ناشران، لاہور 2009، ص:856

ابتداء میں سات مقدس کلیسا تھے۔اسلام عیسائیت اور سید نا عیسیٰ میں لکھا ہے:

تومارسول پہلے پہل جب آئے تو پاکستانی ہی کی سرزمیں پر قدم رکھا اور اس شہر میں آئے جو آج کل ٹیکسلا کہلاتا ہے یہاں کلیسا قائم کر کے جنوبی ہندوستان کے مغربی ساحل مالا بار چلے گئے اور سات کلیسائیں قائم کرنے ہیں کامیاب ہو گئے۔[9]

کنیسۃ القیامہ

کنیسہ قیامہ ایک نہایت وسیع گرجا ہے جسے نصاری نہایت محترم سمجھتے ہیں۔عیسائی روایات کے مطابق حضرت عیسی اسی میں مصلوب اور مدفون ہوئے، اس گرجے میں انھوں نے ایک صلیب بنا رکھی ہے جو سنگ مرمر کے مستطیل چبوترے پر کھڑی ہے۔ حضرت عیسی کی ہتھیلیوں میں آہنی میخیں بھی ہیں۔قریب ایک طرف حضرت مریم غمگیں کھڑی ہیں۔ ساری مورت سونے کی ہے۔ کہتے ہیں اس جگہ حضرت مریم غم کی وجہ سے بے ہوش ہو کر گر پڑی تھیں۔اسے 335ء میں پہلے پہل قسطنطین اعظم نے بنایا تھا۔614ء میں خسرو پرویز نے اسے تاخت وتاراج کیا اور 1629ء میں موڈس ٹس نے دوبارہ تعمیر کیا۔ بعض مورخین کے مطابق گیارھویں صدی کے پہلے عشرہ میں فاطمی خلیفہ مصر الحاکم بامر اللہ نے عیسائی زائرین کی مجرمانہ سرگرمیوں اور لوٹ مار سے تنگ آکر اسے مسمار کرا دیا تھا۔ لیکن اس کے بیٹے المستنفر نے اسے دوبارہ تعمیر کرایا۔اس مقدس گرجا میں مشرقی سمت وہ قید خانہ ہے جہاں حضرت عیسی مقید رہے۔[10]

عبدالوحید خان لکھتے ہیں:

جناب یسوع کے اٹھائے جانے کے بعد پچاس سال تک عیسائیت کی تحریک کوئی منظم صورت اختیار نہ کر سکی شاید اس کا ایک سبب یہ بھی رہا ہو کہ شروع شروع میں جناب یسوع پر ایمان لانے والوں نے کسی با قاعدہ تنظیم کی ضرورت محسوس نہ کی ہو کیونکہ انہیں اس بات کا یقین تھا کہ یہ دور بہت جلد ختم ہونے والا اور بالکل عارضی ہے۔یسوع ان کے عقیدے کے مطابق اتنی جلدی ظاہر نہ ہوئے اور عیسائیوں کو آہستہ آہستہ یہ حقیقت قبول کرنا پڑی کہ یہ مدت محض انتظار میں نہیں گزاری جا سکتی۔ کسی نوعیت کے کلیسائی نظام کا قیام اپنی بقا اور وجود کے لیے سخت ناگزیر ہے چنانچہ وہ کلیسائی نظام وجود میں آیا جسے آج جدید کلیسائی نظام کے نام سے جانا جاتا ہے۔[11]

جس کلیسا نے پہلی دو صدیوں میں شہرت اور استقامت حاصل کی ان میں نو کلیسا قابل ذکر ہیں ان کے نام درج ذیل ہیں، انطاکیہ. اور شلیم، افس، ازمرنا، آتھینی، کورتھ، روم، کرتھاگو، اور اسکندریہ قابل ذکر ہیں۔[12]

سینٹ پیٹر بیسیلیکا

دنیا میں عیسائیوں کا سب سے بڑا چرچ سینٹ پیٹر بیسیلیکا ہے۔ یہ ویٹی کن سٹی میں واقع ہے۔ سینٹ پیٹر بیسیلیکا کا گنبد ہے۔ سینٹ پیٹر روم کے سب سے پہلے بشپ تھے سینٹ پیٹر کو مذہبی عقیدت کی بنا پر بہت زیادہ اذیتیں دی گئیں اور پھر شہید کر دیا گیا۔ان کو بھی صلیب کرنے کا فیصلہ کیا تو سینٹ پیٹر کو یہ ناگزیر تھا کہ ان کو مسیح کے طریقے پر پھانسی دی جائے لہذا انہوں نے اپنی آخری خواہش کا اظہار کیا اور کہا کہ مجھے الٹا صلیب کیا جائے اور وہ چٹان بھی لائی جائے جس پر مسیح اپنا چرچ تعمیر کریں گے۔ اس کے بعد عیسائی جلد ہی وہ چٹان لائے اور پیٹر کی قبر پر مزار بنا دیا۔ تین صدیوں کے بعد پہلے عیسائی رومی بادشاہ کانسٹنٹائن نے اس مزار پر چرچ تعمیر کیا اور اس میں خوبصورت تصاویر، پتھر کے مجسمے وغیرہ رکھے گئے۔ پندرھویں صدی میں اس کو ڈھا کر دوبارہ تعمیر کیا گیا۔ نئے سینٹ پیٹر بیسیلیکا کی تعمیر 1495 میں شروع ہوئی اور اس کی تکمیل میں دو سال کا عرصہ لگا۔[13]

---

[9] اسلام عیسائیت اور سید نا عیسیٰ علیہ السلام، خالد محمود، ادارہ اسلامیات لاہور، 1999ء، ص34

[10] تاریخ بیت المقدس، ممتاز لیاقت، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ص:303

[11] عیسائیت انجیل اور قرآن کی روشنی میں، عبدالوحید خان، اسلامک پبلیکیشنز، لاہور، 1986ء، ص179

[12] تواریخ کلیسا من حیث الابتداء، ص:64

[13] -St. Peter's Basilica, Iminds Pty Ltd, 2009.

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

اس کے بعد جولیس دوئم کے دور حکومت میں 1506ء میں بیسلیکا کی دوبارہ تعمیر شروع ہوئی۔[14] یہ تعمیر 1527 سے 1538 تک روک دی گئی۔ان تمام تعمیرات میں شروع سے آخر تک 150 سال کا عرصہ لگا۔[15] یہ چرچ 186 میٹر لمبا اور 119 میٹر بلند ہے اور کل رقبہ 15000 مربع میٹر ہے۔[16]

کلیسا کی اہمیت

کلیسا ہمہ وقت بچے ایمانداروں کی یگانگت کا نام ہے۔ جس کی قدر و منزلت پولس رسول یوں بیان کرتا ہے۔ مسیح نے کلیسیا کے لیے اپنے آپ کو دیا۔افسیوں میں درج ہے: "اے شوہرو، اپنی بیویوں سے ویسی ہی محبت رکھو جیسی محبت مسیح نے کلیسیا سے رکھی اور اس کے لیے جان دے دی"۔[17]

کلیسیا خدا کی عمارت

علم الہی کی رو سے کلیسیا خدا کی عمارت ہے۔الہامی خوشخبری کی رو سے کلیسیا سے مراد مسیح میں بچائے ہوئے خدا کے لوگ جن کو خدا کے گھرانے کی حیثیت حاصل ہے۔ خدا اپنے گھرانے کا مالک ہوتے ہوئے اپنے گھر میں بہتا ہے۔یعنی کلیسیا خدا کے رہنے کی جگہ ہے۔اور خدا کی عمارت کا مضبوط، خوبصورت اور پاک ہونا ضروری ہے، اس عمارت کو عام کی بجائے خاص سمجھا جائے کیونکہ اس سے انسانوں کو خدا کی حضوری کا احساس ہو گا۔[18]

کلیسیا مسیح کا بدن

کلیسیا مسیح کا روحانی دن ہے اور ایماندار اس بدن ک روحانی اعضاء ہیں اس لیے پولس رسول اس بھید کی حقیقت کو یوں واضح کرتا ہے: لیکن تم جسمانی نہیں بلکہ روحانی ہو بشر طیکہ خدا کا روح تم میں بسا ہوا ہے۔ مگر جس میں مسیح کا روح نہیں وہ اس کا نہیں۔[19]

کلیسیا زمین پر دنیا کے لیے برکت کا وسیلہ

برکت سے مراد ایک کا دوسرے کے لیے نیک خواہش رکھنا اور اس خواہش کو خدا کے حضور پیش کرنا، دوسرے کی خوشی اور خوشحالی کا خواہاں ہو کر اس کے لیے خدا سے مانگنا ہے۔ جس تاریکی کو خدا کا کلام گناہ، بدی اور بدکاری قرار دیتا ہے اس میں رہنے والے انسانوں کو خدا کی روشنی کی ضرورت ہے۔اس بڑی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے خدا نے اس زمین پر کلیسیا کو قائم کیا جو اس دنیا میں خدا کے نور کا کام کرے گی۔گناہوں کے سبب انسان کا باطن انتشار اور بے سکونی کا شکار ہو جاتا ہے اور تجزیے کے مطابق انسانوں کے درمیان جسم، دنیا کی خواہش، گناہ اور ابلیس دنیا کے امن اور اتحاد کے خلاف کام کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔خدا نے ترس کھاتے ہوئے اپنے بیٹے یسوع مسیح کو بھیجا جس نے اپنی زندگی اور تعلیم سے انسان کو درست سمت کی طرف بڑھنے اور انصاف کے ساتھ سوچنے کی روح بخش دی۔[20]

بیت لحم کی تاریخ

بیت لحم عبرانی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے "روٹی کا گھر" یروشلم کے جنوب مغرب میں پانچ میل پر ایک قصبہ ہے۔یہ جبرون اور مصر کی شاہراہ پر یہودیہ کے کوہستان میں سطح سمندر سے 2550 فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔یعقوب کے زمانہ میں اس کا نام "افراتہ" (پھلدار) تھا، اور یہاں راخل کو دفن کیا گیا تھا۔یوں راخل نے وفات پائی اور افرات یعنی بیت لحم کی راہ میں دفن ہوئی، یعقوب نے اس کی قبر پر ایک ستون کھڑا کیا۔داخل کی قبر کا یہ ستون آج تک موجود ہے۔[21]

---

[14] Indonesien- Sumatra, Java, Bali, Lombok, Sulawesi, Ulrike Bleek, Philipp‹Zitzlsperger, Gunter Nelles, Slovenia, 2000, pg:31

[15] -Rebuilding st. Peter's Basilica, www.saylor.org, cited on 9-7-2017

[16] Indonesien- Sumatra, Java, Bali, Lombok, Sulawesi,pg:31

[17] افسیوں، باب:5آیت:25

[18] کلیسیا کا سچا روپ، پادری بی۔ایم اسلم، ایف سی کالج چرچ، لاہور 2002ء، ص:187

[19] رومیوں کے نام، باب:8، آیت:9

[20] کلیسیا کا سچا روپ، پادری بی۔ایم اسلم، ایف سی کالج چرچ، لاہور 2002ء، ص:127

[21] پیدائش، باب35، آیت:19

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

کنعان کی فتح کے بعد اسے زبولون کے بیت لحم سے علیحدہ بتانے کے لیے یہوداہ کا بیت لحم کہا جانے لگا۔ یرمیاہ کے زمانے میں بیت لحم کے نزدیک سرائے کمہام تھی جو مصر جانے کے لیے روانہ ہونے کا مقام تھی اس سرائے میں المسیح پیدا ہوئے۔ "جب یسوع ہیرودیس بادشاہ کے عہد میں یہودیہ کے شہر میں بیت لحم میں پیدا ہوا تو مشرق سے کئی مجوسی یروشلم پہنچے اور پوچھنے لگے کہ یہودیوں کا بادشاہ جو پیدا ہوا ہے وہ کہاں ہے ؟"۔[22]

دوسری صدی عیسوی کے یوسطین شہید نے کہا کہ ہمارے خداوند کی پیدائش گاؤں کے نزدیک ایک غار میں ہوئی ہے۔ اس روایتی چرنی کی جگہ شہنشاہ قسطنطین اور اس کی والدہ ہیلینا نے "چرچ آف نیٹویٹی تعمیر کرایا"۔[23]

اس گرجے کو لگنے والی آگ کی وجہ سے اس کو چھٹی صدی میں دوبارہ تعمیر کیا گیا۔ اور ایک شاندار، دلکش عمارت بنائی گئی۔[24]

بیت لحم کی اہمیت

بیت لحم عیسائیوں کے لیے بہت اہم اور مقدس جگہ ہے۔۔ یہاں ہی مسیح کی ولادت ہوئی، پھانسی دی اور یہاں ہی ان کا دوبارہ احیاء ہوا۔ یہ سب مقامات بیت لحم میں بیت المقدس میں واقع ہیں۔[25]

گزشتہ کئی برسوں سے بیت لحم اور چرچ آف نیٹویٹی عیسائیوں کے حج کا مرکز بنا۔ یروشلم سے گرجے تک آنے کے لیے اختیار کیا گیا روایتی راستہ حج کا راستہ کہلاتا ہے۔ ان سب کی اہمیت کی وجہ یہ ہے کہ اس کا تعلق خدا کے بیٹے کی پیدائش گاہ سے ہے جو عیسائیت کا بانی ہے۔[26]

صلیب کیا ہے؟

صلیب، بہت سی ثقافتوں سے ملنے والی ایک قدیم علامت ہے جو اب عیسائیت کی نمائندہ علامت بن چکی ہے۔ صلیب دو لائنوں کا مجموعہ ہے جو ایک دوسرے کو زاویہ قائمہ پر قطع کرتی ہیں۔[27]

صلیب کے ڈیزائین کے بارے میں حتمی طور پر تو کچھ نہیں کہا جا سکتا لیکن ایسا ممکن ہے کہ یہ یونان کے تاو یعنی T شکل کی یا معیاری صلیب کی طرح ہو۔

صلیب کی تاریخ

ماہر آثار قدیمہ نے اسرائیل میں پہلی صدی کی صرف ایک مثال کو بے نقاب کیا ہے۔ ایک آدمی جس کا نام یوحنا بن حزقی ایل تھا اس کے پاؤں عمودی ٹکڑے پر باندھے گئے اور اس کے ہاتھ عمودی ٹکڑے پر باندھے گئے۔ ایک داستان یوں ہے کہ پیٹر کو الٹی صلیب پر، اینڈریوں کو x صلیب پر لٹکایا گیا۔ حیران کن بات یہ ہے کہ عیسائیت کی پہلی تین صدیوں تک صلیب مشہور علامت نہ تھی کیونکہ مسیح کا مصلوب ہونا اور ان کی موت عیسائی عقیدے کا بنیادی مرکز نہ تھے۔ ایک روایت یہ بھی ملتی ہے کہ صلیب کا نشان ابتدائی عیسائیت میں تابوت پر بنایا جاتا تھا لیکن یونانی صلیب اور عیسائی عقیدے کے درمیان کوئی ہے مضبوط تعلق نہیں پایا جاتا۔ عیسائیت کے آغاز میں پادری نے زندگی کے درخت پر صیلیب کو ترجیح دینے کا سوچا۔[28] تاو وضع کی صلیب کا استعمال عیسائیت سے بیشتر آئر لینڈ میں پایا جاتا تھا اور قدیم میکسیکانیوں میں بھی اس وضع کی صلیب کے مختلف نام تھے مثلاً شجرۃ القوۃ اور شجرۃ اللحم۔[29]

آزاد سلہری لکھتے ہیں:

---

[22] متی: باب:2، آیت

[23] قاموس الکتاب، ایف ایس۔ خیر اللہ، یکی اشاعت خانہ لاہور، 1993، ص:187

[24] Birthplace of Jesus church of the nativity and the pilgrimage route, Bethlehem, www.whc.unesco.org, cited on 10-7-2017.

[25] ایک خدا۔ ایک پیغام (مذاہب عالم میں حیرت انگیز مماثلت)، عبدالعزیز سکھر، نگارشات پبلشرز، 2014، ص،378

[26] Birthplace of jesus church of the nativity and the pilgrimage route, Bethlehem.cited on 10-7-2017

[27] عالمی انسائیکلوپیڈیا ج: دوم، ص:1335

[28] Encyclopedia of Catholicism, frank K.Flinn, facts on file, 2007,pg:209.

[29] پادریوں کے کرتوت، محمد متین خالد، انٹرنیشنل انسٹیٹوٹ آف تحفظ ختم نبوت، 2003 میں 132

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

"ایک خیال یہ بھی ہے کہ صلیب کا نشان تناسلی اعضاء کی مرموز علامت تھا۔[30]

چوتھی صدی عیسوی تک اس علامت کی کوئی اجتماعی اہمیت نہیں تھی۔ کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے جس نے صلیب بنائی وہ قسطنطین ہے۔اور اس نے سونے کا بہت بڑا صلیب بنایا۔[31] شاہ قسطنطین کے بارے میں یہ روایت مشہور ہے کہ 312ء میں اس نے اپنے ایک حریف سے جنگ کے دوران آسمان پر صلیب کا نشان بنا ہوا دیکھا۔اس کے بعد مئی 326ء میں اس کی والدہ سینٹ ہلینا کو کہیں سے ایک صلیب ملی جس کے بارے میں لوگوں کا خیال تھا کہ یہ وہی صلیب ہے جس پر حضرت مسیح کو سولی دی گئی تھی۔[32]

۔اس قصے کی یادہانی میں عیسائی ہر سال 3 مئی کو ایک جشن مناتے ہیں جس کا نام "دریافت صلیب" ہے۔اس کے بعد سے صلیب کا نشان عیسائیت کا شعار بن گیا۔ مشہور عیسائی عالم ترتولین لکھتا ہے کہ دو ہر موقع پر صلیب کا نشان بناتے ہیں۔

“At every forward step and movement, at every going in and out, when we put on our clothes and shoes, when we bathe, when we sit at table, when we light the lamps, on couch. On seat, in all the ordinary actions of daily life, we trace upon the forehead the sign(the cross)[33]"

صلیب جو رومیوں میں تشدد کے لیے استعمال کی جاتی تھی،اب عیسائیوں کے لیے ابدی زندگی کی علامت بن چکی تھی۔ بائبل کے مطابق مسیح نے صلیب پر کیلوں سے گاڑھے جانے کی وجہ سے وفات پائی۔اور یہ تشدد کا آلہ جو ان کے ارد گرد تیار کیا گیا تھا سے کی موت کے بعد فتح کی علامت بنا اور خاص اہمیت لے گیا۔ حضرت عیسیٰ سے پہلے یہودی صلیب کا استعمال کرتے جو ان کے ملک پر رومن قبضے کے خلاف لڑے۔ ان میں سے بہت سے لوگوں کو مصلوب کیا گیا کہ صلیب کو خاص اہمیت حاصل ہو گئی۔ عیسائیت کے آغاز میں صلیب کو اسی طرح دیکھا گیا۔ابتدائی سالوں میں مسیح کے صلیب پر لٹکائے جانے والی تمام تصاویر ان کی تکالیف کو بیان نہیں کرتی تھیں بالآخر کچھ فرقوں نے مسیح کو صلیب پر ظاہر کرنے سے انکار کر دیا اور صرف صلیب کو علامت کے طور پر استعمال کرنے لگے جبکہ کچھ فرقوں نے مسیح کو اس مقدس تصویر کا حصہ بنانے پر زور دیا۔[34]

چوتھی صدی میں کونسٹنٹائن کے وقت سے پہلے، عیسائی صلیب کے بارے میں بہت کم گفتگو کرتے تھے کیونکہ اس کا کھلے عام اظہار کرنا ان کے لیے خطرناک ثابت ہو سکتا تھا۔اور جب کونسٹنٹائن عیسائی ہوا تو اس نے صلیب کو موت کے نشان کے طور پر ختم کر کے عیسائیت کے ایمان کے فروغ کے لیے استعمال کیا۔ کونسٹنٹائن کے بعد بہت صدیوں تک عیسائیوں کی عقیدت صلیب کی طرف اس وجہ سے مرکوز رہی کہ وہ اس کو مسیح کی موت اور گناہ کی طاقت پر فتح حاصل کرنا تصور کرتے رہے۔ یہ علامت چوتھی صدی میں عیسائی فن تعمیر میں بہت مشہور ہوئی۔ سولہویں صدی کے بعد پروٹسٹنٹ اصلاح کے پیروکاروں نے صلیب کا رسمی اور سجاوٹی استعمال برقرار رکھا۔انیسوی صدی کے وسط میں، انگلستان کے گرجا گھروں نے صلیب کے استعمال کی حیات نو کا مشاہدہ کیا۔تاہم صلیب ذاتی لگاؤ کی حد تک محدود ہو چکی تھی۔ بیسویں صدی میں مسیح کو صلیب پر تاج پہنا کر پادری کا درجہ دیا گیا۔[35]

---

[30] مذاہب عالم آزاد سلہری، آزاد انٹرپرائزز، ص:148

[31] یہود و نصاری تاریخ کے آئینہ میں، امام ابن القیم الجوزیہ، مترجم، زبیر احمد سلی، سجادہ پبلیشرز ص:276

[32] The secret behind the cross and crucifix, Nwaocha Ogechukwu Friday, Eloquent Books,new York, 2009, pg:21

[33] The cross of Christ, John R. Stott, IVP books, Downers Grove, Illinois, USA, 2006, pg: 27

[34] Comparative Religion For Dummies, walliam P. Lazarus and Mark Sullivan, wiley publishing, Inc, 2008, pg. 104; New Catholic encyclopedia, Thomson Gale, The Catholic University of America, Washington, D.C,V:4, pg:378

[35] The new Encyclopedia Britannica, Inc.chicago, 1998, edition: 15th, v:3.pg:753

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

دنیا کا سب سے بڑا صلیب کا نشان دبئی کی عمارت "برج العرب" کے پچھلی جانب بنایا گیا۔ ہے۔اس کو ٹوم رائٹ نے ڈیزائن کیا اور اس نے کہا کہ میں کشتی کی شکل کی عمارت بناؤں گا۔اس کا کہنا کہ عرب ملک میں عیسائی تاثر پیدا کرنے کا میرا ہر گز مطلب نہ تھا۔[36]

صلیب کی اہمیت

عیسائیوں کے شعار یعنی صلیب کے متعلق احادیث بھی موجود ہیں جو یہ ظاہر کرتی ہیں کہ ان کے ہاں صلیب کی اہمیت کس قدر ہے جس کے باعث احادیث میں بھی اس کا ذکر کیا گیا ہے۔يُنَادِي مُنَا لِيَذْهَبْ كُلُّ قَوْمٍ إِلَ مَا كَانُوا يَعْبُدُونَ، فَيَذْهَبْ أَصْحَابُ الطَّلِيبِ مَعَ صَلِيهِمْ)[37] قیامت کے دن سب امتی اپنے نشانات یا امام کے ساتھ اللہ کے سامنے حاضر ہوں گے نصاریٰ صلیب کے پیچھے پیچھے ہوں گے۔

عیسائیت جب رومی سلطنت کا مذھب بنی تو قسطنطنیہ کے رومی سپاہیوں نے ہیلمٹ پر صلیب کے نشان کے ساتھ مارچ کیا۔انہوں نے اپنے کپڑوں پر صلیب کا نشان بنوایا۔ کولمبس اپنے بحری جہازوں پر صلیب کے نشان کے ساتھ روانہ ہوا اور جس جزیرے پر رکتا وہاں فوری طور پر صلیب زمین میں گاڑھ دیتا اور کہتا کہ وہ مقدس مہم پر روانہ ہوا ہے۔ تحقیقات بتاتی ہیں کہ بہت سے لوگوں کو صلیب پر جلایا گیا اور جو بچ گئے ان کو ایسی صلیب پہنے کا حکم دیا جو ہر وقت کپڑوں پر سے واضح نظر آئے۔اور جب تمام افریقیوں کو کشتیوں پر مشرق کی جانب روانہ کیا گیا تو انہیں پہلے صلیب کے نیچے بپتسمہ دیا گیا اور بے شمار لوگوں کے بازؤں پر صلیب کا نشان بنایا گیا۔ صلیب کو نصب کرنا سلطنت کی ملکیت کو ظاہر کرتا ہے اور ساتھ میں بادشاہ کی ہسپانوی ریاست میں خود مختاری کو ظاہر کرتا ہے۔[38] صلیب کا نشان بہت سے ممالک جیسے برطانیہ کے جھنڈوں پر بنایا جاتا ہے۔ اور بہت سے کھلاڑی اپنے مقابلے سے پہلے، مقابلے کے دوران اور بعد میں صلیب کا نشان بناتے ہیں۔[39]

یوحنا کے خطوط میں بھی صلیب کا ذکر موجود ہے جو اس کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔

یسوع اپنی صلیب اٹھا کر کھوپڑی کے مقام کی طرف روانہ ہوا وہاں انھوں نے یسوع کو اور اس کے ساتھ دو آدمیوں کو بھی مصلوب کیا۔[40] یوحنا کے خطوط کے مطابق یسوع مسیح ہمارے گناہوں کا کفارہ ہے اور نہ صرف ہمارے گناہوں کا بلکہ تمام دنیا کے گناہوں کا بھی اس نے ہمارے واسطے جان دی اور ہم پر بھی بھائیوں کے واسطے جان دینا فرض ہے۔ اگر ابتد کی لاطینی اور یونانی، ارمنی اور قبطی کلیساؤں بلکہ اس کے علاوہ اصلاح دین کے زمانہ کی کلیساؤں کے گیتوں کا مطالعہ کریں تو معلوم ہو گا کہ وہاں صلیب کو سب سے افضل اور اعلی درجہ حاصل ہے۔ان کے ہاں اگر صلیب کی کچھ حقیقت ہے تو یہ کہ دہ دنیا کے وجود کی بنیاد ہے وہ عالم موجودات میں ایک ہیولے سے لے کر دوسرے ہیولے تک جاتی ہے اور دنیا کی حدود کو باہم ملاتی ہے اور انہیں اپنے زخمی ہاتھ دکھاتی ہے زندگی کے شعبہ جات میں تمام ترقی، محبت اور رنج والم کی اس باہمی فکر سے پیدا ہوتی ہے جو اس کی اصلیت کا راز ہے۔[41]

مذہبی عیسائیوں کی محبت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ یہ لوگ صلیب کے نشان کو دلکش انداز میں استعمال کرتے ہیں جیسا کہ اس نشان کو خوشبو دار لکڑی سے چابیوں کے چھلے نمائشی اور آرائشی گوندے بنا کر ٹائی کے متعلق عام طور پر کہا جاتا ہے کہ ٹائی عیسائی کی مذہبی علامت ہے اور ٹائی صلیب کی شکل ہے اس لئے اس کا پہننا حرام ہے۔ ایسا ہر گز نہیں ہے اسلام نے اپنے ماننے والوں کے لئے کوئی خاص لباس مقرر نہیں کیا بلکہ لباس کے اصول وحدود متعین کر دیئے، جو بھی لباس ان اصول وحدود پر پورا ترے گا اسے پہنے میں کوئی مضائقہ نہیں، اس لئے کسی لباس کو انگریزی، عیسائی، ہندو یا یہودی کیہ کر منع نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ اس میں کوئی شرعی قباحت نہ ہو۔ بائبل میں بھی کہیں نظر نہیں آتا کہ ٹائی عیسائیوں کی علامت وشعار ہے اور اگر ان کی علامت ہوتی تو بائبل میں اس کا ضرور تذکرہ ہوتا، ساتھ ہی دنیا میں اور کسی کو اس کے استعمال کی

---

[36] Burj al Arab World's Largest Christian Cross, www.blog.miragestudio7.com.cited on 9-7-2017

[37] صحیح البخاری، باب:22، قول اللہ تعالی (وجوہ یومندہ ناضرۃ) الجز:22، ص290

[38] Living in the shadow of the cross, understanding and Resisting the power and privilege of Christian hegemony, Paul Kivel. New society publishers, 2013.pg:N/A

[39] -Comparative Religion for Dummies, William P.Lazarus, Mark Sullivan, Wiley Publishing, Inc., 2008,pg 104

[40] یوحنا، باب 19 آیت:17-18

[41] شان صلیب، ریورنڈ۔ ایس ایم زویر، پنجاب ریلیجیں بک سوسائٹی، لاہور، ص:17.13

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

اجازت نہیں ہوتی مگر ایسا نہیں ہے۔اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ہر ٹائی پہنے والے کو عیسائی نہیں سمجھا جاتا۔اس بات کی قطعی کوئی حقیقت نہیں کہ نائی صلیب کی شکل ہے۔اگر بغیر دلیل کے یونہی ٹائی کو صلیب کی شکل کہہ دیا جائے تو ہر کرتہ اور ہر جبہ ہاتھ اٹھانے پر صلیب کی شکل ہو جائے گی جبکہ ہم جانتے ہیں معاملہ ایسا نہیں ہے۔ٹائی کالر کی حفاظت کے لیے لگائی جاتی ہے۔یا ٹائی کا مذھبی امور سے تعلق نہیں بلکہ ضرورت سے ہے۔[42]

مچھلی کی تاریخ

مچھلی کے لیے یونانی لفظ IXOYE استعمال ہوتا ہے جس کا مطلب ہے حضرت میں خدا کا بیٹا اور بچانے والا۔[43]

مچھلی بحثیت شعار کب سے عیسائیت کا حصہ ہے اس کے بارے میں کوئی مستند روایت موجود نہیں۔ایک روایت ہے کہ عیسائی پہلی صدی میں مچھلی کو بحیثیت علامت مقبروں ،ملنے کی جگہوں اور دوست اور دشمن میں فرق کے لیے استعمال کرتے تھے۔کہا جاتا ہے کہ جب عیسائی راستے میں کسی اجنبی سے ملتے تو عیسائی شخص زمین پر مچھلی کی سادہ سی شکل بناتا اگر دوسرا شخص بھی اس کے ساتھ شکل بنا دیتا تو دونوں کو اس بات کا یقین ہو جاتا کہ وہ کسی اچھے انسان کی صحبت میں ہے۔[44] کہا جاتا ہے کہ مچھلی کی علامت دوسری صدی سے عیسائیت کا حصہ ہے جب سینٹ کیلسٹس (سولیواں پادری) کا انتقال ہوا تو اس کے تابوت پر بھی مچھلی کا نشان بنایا گیا تھا۔[45] عیسائیت کے ابتدائی زمانے کی جو تصویر کشی کی گئی اس میں مسیح کی مچھلی کے ساتھ گہری نسبت دکھائی گئی ہے اور تیسری صدی کے کے آغاز میں مچھلی نے باقاعدہ عیسائی شعار کی حیثیت حاصل کی۔[46] مچھلی کو شعار کا مقام دینے کی بہت سے وجوہات بتائی جاتی ہیں ایک وجہ یہ ہے کہ عیسائیت کے آغاز میں زیادہ تر لوگ ماہی گیر تھے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اس زمانے میں زیادہ تر لوگ یونانی بولتے تھے اور یونانی زبان میں مچھلی کے لیے استعمال کیے گئے حروف کا مطلب ہے، خدا کا بیٹا اور بچانے والا۔[47]

جی کیتھ پارکر کا کہنا ہے:

مسیح کو تصاویر میں ماہی گیر ظاہر کیا جاتا ہے اور ان کے پیروکاروں کو" “ fishers of men کہا جاتا تھا۔[48]

مچھلی عیسائیوں کے ہاں علامتی طور پر سب سے پہلے اور باکثرت استعمال ہوتی تھی۔ مچھلی بپتسمہ اور پانی کی علامت ہے لہذا ابتدائی مشنریوں سے اس کا تعلق بپتسمہ کے حوالے سے ہے۔[49]

ترتولین مچھلی کے ساتھ بپتسمہ کے تعلق کی وضاحت اس طرح کرتا ہے کہ ہم چھوٹی مچھلیاں ہیں اور مسیح بڑی مچھلی تھے جو پانی میں پیدا ہوئے۔

"we as little fishes, in accordance with our ichthus (greek fish) Jesus Christ, are born in water[50]"

دوسری صدی میں ترتولین لکھتا ہے کہ ہم صرف اس صورت میں زندہ رہ سکتے ہیں اگر ہم پانی میں رہیں۔

---

[42] اسلام میں ٹائی کا حلم، مقبول احمد سلفی، Cited on 9-7-2017 forum.mohaddis.com

[43] A handbook of Christian symbols and the stories of saint. Clara Erskine Clement Water, Boston Ticknor and company, New York, 1934. Edition: 2nd, pg: 2.Amulets And Superstitions, E.A Wallis budge, Dover Publictions, Inc, New York, pg:131; Christian Symbol and Ritual: An introduction. Bernard cook, Gary Macy, Oxford university press, New York, 2005, pg: 42

[44] What is the origin of the Christian fish symbol? Elesha Coffman, www.christianitytoday.com, cited on 15-5-2017

[45] A primer to catholic symbolism, clare colettine (nun), Boston Catholic journal.pg:5

[46] Imagery In The Gospel of John, Jorg Frey, Jan G. Van Der Watt, and Ruben Zimmermann, Mohr Siebeck, Germany, 2006, pg: 396.

[47] Christianity , Sue Penny, Heinemann, London pg: 7

[48] Seven Cherokee Myths, G. Keith Parker. McFaraland and company, Inc, publishers. London, 2006,pg:46

[49] A handbook of Christian symbols and the stories of saint, pg:28

[50] Encyclopedia of early Christianity, Everett Ferguson, New York, 1999, Edition 2nd pg: 431

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

“We small fish, like our fish, Jesus Christ, swim in the baptismal water, and we can be saved only by remaining in it.”

تیری صدی میں سپرین لکھتا ہے کہ ہم پانی میں دوبارہ پیدا کیے گئے ہیں جیسا کہ ہمارے آقا مسیح کی صورت میں کیے گئے تھے۔

"It is in the water that we are re-born, in the likeness of Christ our master, the fish[51]"

انجیل میں بھی بہت سے معجزات میں مچھلی کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

یسوع نے وہ پانچ روٹیاں اور دو مچھلیاں لیں اور آسمان کی طرف نظر اٹھا کر ان پر برکت چاہی پھر اس نے روٹیوں کے ٹکڑے کر کے شاگردوں کو دیئے اور کہا کہ انہیں کھاتے جاؤ۔ اسی طرح اس نے دو مچھلیاں بھی ان سب میں تقسیم کر دیں اور سب لوگ کھا کر سیر ہو گے۔ بعد میں انہوں نے روٹی اور مچھلی کے بچے ہوئے ٹکڑے جمع کیے تو بارہ ٹوکریاں بھر گئیں۔ اور کھانے والوں کی تعداد پانچ ہزار تھی۔[52]

اس پر یسوع نے لوگوں سے کہا کہ سب زمین پر بیٹھ جائیں اور اس نے دو سات روٹیاں لے کر خدا کا شکر ادا کیا اور ان کے ٹکڑے کیے اور انہیں لوگوں کے آگے رکھنے کے لیے اپنے شاگردوں کو دینے لگا۔ ان کے پاس چھوٹی چھوٹی مچھلیاں بھی تھیں۔ سب نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور جب بچے ہوئے ٹکڑے جمع کیے گئے تو سات ٹوکریاں بھر گئیں اور کھانے والوں کی تعداد چار ہزار کے قریب تھی۔[53]

مچھلی کی اہمیت

عیسائیوں کے ہاں مچھلی باقاعدہ ان کی پہچان بن گئی تھی اور ہر جگہ اس کا ستعمال کیا جانے لگا۔ جب سینٹ پال نے مچھلی کو باقاعدہ شعار قرار دیا تو اس کے پس منظر میں یہ خیال تھا کہ رومی، شامی اور یونانیوں میں عیسائیوں کو پہچانا جا سکے۔ اور اسکے علاوہ ار (شام) میں ایک سوسائٹی بنائی گئی جس کا نام " مچھلی کی اخوان المسلمون "رکھا گیا۔[54] مصر، میسوپوٹامیا اور شام میں مچھلی کو لافانی زندگی اور خوشحالی کی علامت شمار کیا جاتا تھا۔ اسکندریہ کے ایک مفکر کا کہنا ہے کہ مچھلی طاقتور جنسی اور تخلیقی خصوصیات رکھتی ہے جو معبودیت سے منسلک ہوتی ہے۔ توتولین کا کہنا ہے کہ مارش (عیسائیت کے آغاز میں تعظیم لیڈر تھا) کے پیروکار مچھلی کو "مقدس خوراک" شمار کرتے تھے۔[55]

مچھلی کی اہمیت اس قدر بڑھ گئی تھی کہ ہر جگہ اور ہر چیز پر مچھلی کا نشان بنایا جانے لگا حتی کہ مچھلی کی شکل کے تعویز بھی بنائے جانے لگے۔ مصر کا سب سے پرانا تعویز پتھر کے زمانے کا تھا جس پر ایک خاص قسم کی مچھلی بھی ہوتی ہے جو کٹل فش کے نام سے مشہور ہے اس کے علاوہ چیونٹی مچھلی اور کچھ دوسری مچھلیوں شکل میں بھی تعویز بنائے جاتے تھے۔[56] نیو کیتھولک انسائیکلوپیڈیا کے مطابق عیسائی چراغوں پر مچھلی کا نشان بناتے تھے اور کچھ چراغ ہی مچھلی کی شکل کے ہوتے تھے۔

"There are Christian lamps bearing the image of the fish, and some have Its form. "[57]

ماہر آثار قدیمہ کو کچھ عرصہ قبل اُر کے شہر میں دو شہزادیوں (سبد آدمی اور شد آد) کے مزار سے پتھر اور سونے کے زیورات ملے جو مچھلی کی شکل میں تھے۔[58]

---

[51] Symbols Of The Christian Faith, Alva William Steffler, William B.Erdamars Publishing Company, U.K, 2002, pg:9

[52] مرقس باب 6 آیت، 44

[53] مرقس باب 8، آیت: 6-10

[54] Illustrated History Of The Art, Monuments, Archaeological Sites, Cities, Gods and York, 2014,V:1, pg:98; Description and Explanation of Anunnaki, Babylonian, Godesses of Phoenicia and Ugarit, Maxmillien De Lafayette, Time Square Press. New secret symbols, germain, Lumiere, Maximillien De Lafayette, Time, square press, Sumerian, Akkadian, Assyrian, Phoenician slabs, Seals, inscription, status, tablets and London, pg:53

[55] Imagery In The Gospel Of John, pg:399

[56] Ammulets and superstitions, pg:134

[57] New Catholic Encyclopedia, ,pg: 748.

[58] Pagan and Christian symbols, A.Henderson, Skeffington and sons, LTD, London,pg:58

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

کرسمس ٹری کی تاریخ

دنیاکاسب سے پہلا کرمس ٹری ساتویں صدی عیسوی کے اوائل میں کرسمس کا حصہ بنا۔ایک روایت ہے کہ ایک برطانوی راہب جرمنی میں ایک قصبے کو عیسائیت کی تبلیغ کے لیے درس دے رہا تھااسی دوران اس نے شاہ بلوط کے ایک درخت کو یہ ظاہر کرنے کے لیے گرادیا کہ یہ مقدس نہیں ہے۔اس درخت کے برابر میں صنوبر کا ایک درخت تھا،شاہ بلوط کادرخت جب گراتواتفاق سے صنوبر کا چھوٹا سادرخت اس سے بچ گیاراہب نے اس اتفاق کو معجزہ قرار دیتے ہوئے،اس درخت کو حضرت عیسیٰ کے درخت کانام دے دیا۔اس کے بعد 17 ویں صدی عیسوی تک جرمنوں نے کرسمس ٹری کی اس روایت کو پورے یورپ میں پھیلادیا۔امریکہ میں 20 دسمبر 1821ء کودرخت کرسمس کا حصہ بنا۔کرسمس ٹری کا تصور بھی جرمنوں ہی کا پیدا کردہ ہے۔لوگ کرسمس کے دن حضرت مریم اور حضرت عیسی کا پوراواقعہ ڈرامے کی صورت میں پیش کرتے تھے۔ اس سارے واقعے میں حضرت مریم کو درخت کے ساتھ بٹھادیا جاتااور وہ اپنی ساری اداسی اس درخت کے پاس بیٹھ کر گزار دیتیں جب ڈرامہ اختتام کو پہنچتا تو لوگ اس درخت کی شاخیں اکھیڑ کر گھر لے جاتے اس رسم نے بعد میں کرسمس ٹری کی شکل اختیار کرلی۔[59]

تاریخی اعتبار سے سب سے پہلادرخت جو سجایا گیا تھاوہ 1510ء میں لیٹوریا میں رگا میں سجایا گیا،ایک مثمن(آٹھ کونوں والی) تختی علاقے میں لٹکائی گئی جیپر لکھا تھا۔

"The First New Year's Tree in Riga in 1510[60]"

کرسمس ٹری کی بدعت انیسویں صدی تک جرمنی میں محدود رہیں۔1847ء میں برطانوی ملکہ وکٹوریا کا خاوند جرمن گیااور وہاں پراس نے کرسمس کے موقعہ پر لوگوں کو کرسمس ٹری سجاتے دیکھااسے یہ انداز بہت بھایااور واپسی پر وہ ٹری ساتھ لے گیا۔اور اگلے سال 1848ء میں سرکاری سرپرستی میں لندن میں پہلی مرتبہ کرسمس ٹری بنوایا گیا۔[61]

کرسمس ٹری کی اہمیت

کرسمس کے درخت کے بارے میں عیسائیوں کاخیال ہے کہ یہ حضرت آدم اور حضرت حوا کے جنت کے اس درخت کی علامت ہے جس کے قریب جانے سے انہیں روکا گیا تھا۔ایک خیال یہ بھی ہے کہ حضرت مریم کو جب حضرت جبرائیل نے بچے کی خوشخبری سنائی تو حضرت مریم اپنی بے چینی اور پریشانی میں اسی درخت کے پاس بیٹھ گئیں اور یہی درخت ان کی تنہائی کا ساتھی بنا۔[62] مشرکین کا کہنا ہے کہ یہ سدابہار درخت دوبارہ جی اٹھنے کی خوشی کا شعار ہے۔اس درخت کو سجانے کے لیے لوگ چھوٹے چھوٹے کھلونے درخت کی شاخوں پر لٹکادیتے تھے اور زیادہ ترتحفے درخت کے نیچے موجود میز پر رکھ دیے جاتے تھے۔پہلے پہل درخت کو ہاتھ سے بنے ہوئے ستاروں اور دیگر ہاتھ کی بنی اشیاء،ٹافیوں وغیرہ سے سجایا جاتا تھا۔اب عام طور پر ایساہوتا کہ گھر میں موجود ہر شخص کو اپنادرخت سجاناہوتااور اس کے نیچے تحائف رکھنے ہوتے ہیں۔درخت جتنا بڑاہو گارزق اتنازیادہ آئے گا۔[63]

سانتاکلاز کاپس منظر

ہیتھر وائپس کا کہنا ہے:

سینٹ نیکولاس رومی علاقہ میرا میں(جواب ترکی کے نام سے جاناجاتاہے) میں 270 سن عیسوی میں پیداہوئے۔[64]

نیکولاس کے والدین تھیوفینز اور نونا کے ہاں بہت سال کی دعاؤں کے بعد بیٹاہوا جیسے بائبل میں ابراہیم اور سارہ کو کئی برسوں بعد بیٹے کی خوشخبری دی گئی۔ان کا خیال تھا کہ ان کا بیٹا خدا کی طرف سے انعام ہے۔ایساانعام جو لوگوں کی مدد کے لیے آیاہے اسی لیے انہوں نے اس کانام نیکولاس رکھا۔جس کا یونانی زبان میں مطلب ہے "فاتح اور لوگوں کا ہیرو"نیکولاس جیسے جیسے بڑاہوتا گیااپنے اچھے اعمال اور نیکیوں کیوجہ سے جانا جانے لگاخاص طور پر پرہیزگاری میانہ روی اور مذہبی مطالعہ کی وجہ سے اس نے مرتے دم ہر بدھ

[59] کرسمس عیسائیت سے مسلمانوں تک،عبدالوارث ساجد،صبح روشن پبلشرز،لاہور 2010ء،ص:23-26

[60] The Christmas Tree, James Hewitt, lulu distribution, USA, 2007,pg:12

[61] پرسمس کی حقیقت تاریخ کے آئینے میں،عبدالوارث گل،دارالمحسنی،الفضل مارکیٹ،لاہور 2013،ص:10

[62] کرسمس عیسائیت سے مسلمانوں تک،ص:25

[63] The Christmas tree, pg:18

[64] Santa Claus: The real man behind the myth, heather whipps, www.nbcnews.com

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

اور جمعہ روزہ رکھنا معمول بنالیا۔ نیکولاس اپنے خیالات میں بہت صاف اور پاکباز تھا بعض اوقات وہ اپنے دن رات گرجے میں ہی عبادت کرتے اور مذہبی کتابوں کے مطالعے میں گزار دیتا۔[65]

سینٹ نیکولاس اپنے رحمہ لانہ رویے کی وجہ سے جانا جاتا تھا۔ جب یہ پیدا ہوا تو اس نے اپنی ماں کا دودھ پینے سے انکار کر دیا کیونکہ اس کی ماں روزے سے تھی۔ اس کی زیادہ شہرت تحالف کی وجہ سے تھی جب ایک مفلس شخص اپنی تینوں بیٹیوں کو غلامی اور عصمت فروشی میں بیچنے کا ارادہ کر چکا تھا، نیکولاس نے ان کو بچانے کے لیے سونے سے بھرے تین تھیلے اس کے گھر کی کھڑکی سے پھینک دیے تاکہ ان تینوں کو مناسب جہیز کے ساتھ رخصت کیا جاسکے۔[66]

سانتاکلاز کی اہمیت

988ء میں ولادیمیر، جو روس کا شہزادہ تھا، اس نے عیسائیت قبول کی اور قسطنطنیہ (ترکی) کی طرف روانہ ہوا تاکہ بپتسمہ حاصل کر سکے۔ وہاں جا کر اس نے سینٹ نیکولاس کے بارے میں سنا اور بہت متاثر ہوا۔ اور اسے روس کا سرپرست منتخب کیا۔ جب کرسٹوفر کولمبس نے 6 دسمبر 1492ء میں ہیتی میں بندرگاہ دریافت کی تو اسکا نام بھی " سینٹ نیکولاس " رکھا گیا۔ سینٹ نیکولاس کا حلیہ جسے آج سانتاکلاز کے نام سے جانا جاتا ہے 1930ء میں اپنایا گیا جب کوکا کولا کی کمپنی نے ایک اداکار کو تشہیر کے لیے منتخب کیا جس کا نام heddon sundblom تھا۔ تاریخ میں پہلی مرتبہ سانتا کا کردار ہیڈن نے ادا کیا۔ جس کی آنکھیں نیلی، سرخ ہونٹ، گلابی خدوخال بنائے گئے۔ اس لئے سانتا نے بہت کامیابی حاصل کی اور اس تصویر کو ٹی وی، میگزین، سٹیشنری، سجاوٹی اشیاء، فلیکس غرض ہر چیز پر بنایا جانے لگا۔[67] سانتاکلاز اپنی خوبیوں کی وجہ سے لوگوں میں اتنا مقبول ہوا اور ایک خاص مقام بنایا خاص طور پر بچوں میں تحائف اور کھانے پینے کی اشیاء بانٹنے کے باعث اس نے بہت شہرت حاصل کی۔ شمالی امریکہ اور برطانیہ میں سانتاکلاز کے نام سے ایک شاپنگ مال ہے جہاں بچے جا کر تحالف طلب کرتے ہیں۔ بہت سے ممالک میں بچے خالی کنٹینر رکھتے ہیں تاکہ سانتاکلاز اس میں کھلونے، ٹافیاں یا پھل وغیرہ رکھ دیں۔ امریکہ میں بچے کرسمس کی رات کو اپنے جوتے اتار کر رکھتے ہیں تاکہ سانتاکلاز اس میں تحفہ رکھ سکے۔[68]

سفارشات

ذیل میں عنوان "عیسائی شناخت کی تشکیل: تاریخی ارتقاء اور علامتی اظہار کا مطالعہ " کے حوالے سے دس سفارشات پیش کی جارہی ہیں:

1. بین المذاہب مکالمے کو فروغ دیں: مختلف مذہبی برادریوں کے درمیان علمی مباحثوں اور مشترکہ تقاریب کا اہتمام کیا جائے تاکہ عیسائی شناخت کی گہرائی کو بہتر طور پر سمجھا جاسکے۔
2. تعلیمی نصاب میں تنوع پیدا کریں: مدرسوں اور یونیورسٹیوں کے نصاب میں عیسائی تاریخ، theology اور ثقافت کے حوالے سے معروضی مواد شامل کیا جائے۔
3. دستاویزی کاری اور ڈیجیٹل آرکائیو قائم کریں: نادر مخطوطات، علامتی نمونوں اور تاریخی آثار کی جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے حفاظت اور دستاویزی کاری کی جائے۔
4. تاریخی کلیسیاؤں کے درمیان روابط مضبوط کریں: مختلف عیسائی فرقوں کے درمیان علمی تبادلے اور مشترکہ منصوبوں کو فروغ دیا جائے۔
5. علامتوں کے جدید تفاسیر پر تحقیق کو فروغ دیں: جدید ذرائع ابلاغ اور پاپولر کلچر میں عیسائی علامتوں کے استعمال کے تناظر میں نئی تحقیقات کی جائیں۔
6. مقامی زبانوں میں علمی مواد کی تیاری: مقامی زبانوں میں معیاری علمی مواد تیار کیا جائے تاکہ عیسائی شناخت کے مختلف پہلوؤں کو بہتر طور پر سمجھا جاسکے۔
7. نوجوان محققین کی تربیت اور حوصلہ افزائی: نئی نسل کے محققین کو اس میدان میں کام کرنے کے لیے مالی اور علمی تعاون فراہم کیا جائے۔
8. بین الضابطہ تحقیقی منصوبوں کا اہتمام: تاریخ، عمرانیات، فنون اور مذہبی علوم کے ماہرین کے باہمی تعاون سے تحقیقی منصوبے شروع کیے جائیں۔
9. عوامی آگاہی مہم چلائیں: عیسائی شناخت کے تاریخی اور ثقافتی پہلوؤں پر عوامی لیکچرز، نمائشوں اور دستاویزی فلموں کا اہتمام کیا جائے۔
10. بین الاقوامی تعاون کو مضبوط بنائیں: عالمی سطح پر اس موضوع پر کام کرنے والے تحقیقی اداروں اور جامعات کے ساتھ مشترکہ منصوبوں پر کام کیا جائے۔

---

[65] There Really Is A Santa Claus, The History of St. Nicholas and Christmas holiday tradition, William J. Federer, Amerisearch, Inc, 2003.pg:13

[66] Christmas in America: a history, Penne L. Restad, Oxford university press, New York, 1995, pg:45

[67] There really is Santa Claus,pg:45

[68] کرسمس عیسائیت سے مسلمانوں تک، ص:29

ISSN E: 2709-8273
ISSN P:2709-8265
JOURNAL OF APPLIED LINGUISTICS AND TESOL
JALT

ان سفارشات پر عملدر آمد سے نہ صرف عیسائی شناخت کے مطالعہ کو جدید تحقیقی معیارات پر استوار کیا جاسکے گا بلکہ اسے بین الثقافتی تفہیم کے فروغ کے لیے ایک مؤثر ذریعہ بھی بنایا جاسکے گا۔

نتائج تحقیق

اس تحقیق کے نتائج کے مطابق، عیسائی شناخت کی تشکیل ایک پیچیدہ اور طویل تاریخی عمل ثابت ہوتی ہے جس کی جڑیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات میں پائی گئی ہیں۔ تحقیق سے یہ بات واضح ہوئی ہے کہ ابتدائی دور میں عیسائیت نے یہودی مذہبی تناظر میں جنم لیا، لیکن پولس رسول کی مساعی کے نتیجے میں یہ فلسطین سے نکل کر رومی سلطنت کے مختلف شہروں میں پھیل گئی۔ مطالعے سے پتہ چلا ہے کہ چوتھی صدی عیسوی میں شہنشاہ قسطنطین کے دور میں عیسائیت کو ریاستی سرپرستی ملنا اس کے ادارتی ڈھانچے اور شناخت کے لیے ایک نکتہ عروج ثابت ہوا۔

مقالہ ھذا کے نتائج کے تجزیے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ تاریخی ارتقاء کے تناظر میں عیسائی شناخت پر متعدد ادوار کے گہرے اثرات مرتب ہوئے۔ میں نے پایا کہ دور ابتلاء، صلیبی جنگیں، اصلاحات، اور روشن خیالی جیسے ادوار نے اس کی theology، عباداتی رسوم، اور اجتماعی خود شناسی کو تشکیل دینے میں اہم کردار ادا کیا۔ ثابت ہوتا ہے کہ شناخت سازی میں مذہبی علامتوں نے کلیدی کردار ادا کیا، جہاں صلیب نے ظلم و ستم کی علامت سے تبدیل ہو کر نجات اور فتح موت کی علامت کی صورت اختیار کی۔ مطالعے کے نتائج یہ ظاہر کرتے ہیں کہ عیسائی شناخت کے ارتقاء میں مختلف فرقوں کے مابین theological اختلافات نے بھی اہم کردار ادا کیا۔ میں نے مشاہدہ کیا کہ کیتھولک، آرتھوڈوکس، اور پروٹسٹنٹ فرقوں کے مابین اختلافات نے ہر فرقے کی الگ شناخت کو مستحکم کیا۔ تحقیق سے یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ جدید دور میں سیکولرازم اور کثیر الثقافتی معاشروں کے عروج نے عیسائی شناخت کو نئے چیلنجز سے روشناس کرایا ہے۔

راقم مقالے کے اختتام پر میں اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ عیسائی شناخت کا مطالعہ محض مذہبی تاریخ تک محدود نہیں ہے، بلکہ یہ مغربی تہذیب، فن، فلسفہ، اور بین الاقوامی تعلقات کو سمجھنے کے لیے ایک بنیادی کلید فراہم کرتا ہے۔ تحقیق کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ عیسائی شناخت کی تشکیل اور ارتقاء کا مطالعہ بین الضابطہ اہمیت کا حامل ہے جو علم و تحقیق کے وسیع میدان کو روشن کرتا ہے۔